*International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:02, Issue: 02, July-Dec 2022*
*pp: 122 - 137*

**OPEN ACCESS**
***IRJAIS***
***ISSN (Online): 2789-4010***
***ISSN (Print): 2789-4002***
***www. irjais.com***

# امام جوینی سے منسوب اختصاصی افکار شریعت کا جائزہ: مصالح ومقاصد شریعت کا تجزیاتی مطالعہ

## *An Examination of the Exclusive Thoughts Attributed to Imam Juwayni: An Analytical Study of the Objectives and Purposes of Sharia*

***Shoaib Siddique***
*PhD Scholar, Institute of Islamic studies Punjab university, Lahore*
***Hafiz Samama Tahir***
*M Phil Scholar, Institute of Islamic studies Punjab university, Lahore*
***Zahoor Elahi***
*Lecturer, Govt. Islamia College, Kasur*

***Abstract***

Imam Juwayni, a seminal figure in Islamic jurisprudence during the 11th century, is renowned for his profound contributions to the understanding of Sharia, particularly in delineating its objectives and purposes (maqasid). This study undertakes a critical analysis of Imam Juwayni's distinctive viewpoints, aiming to elucidate their significance within Islamic legal theory. His insights into maqasid al-shariah, or the higher objectives of Islamic law, offer deep-seated ethical, social, and legal principles that guide the application of Sharia in diverse contexts.Juwayni's conceptual framework provides a robust foundation for exploring how Islamic law aims to preserve essential human interests, including safeguarding religion, life, intellect, progeny, and property. By scrutinizing Juwayni's interpretations and methodologies, this research examines their relevance across historical and contemporary contexts. It assesses the enduring impact of his ideas on Islamic jurisprudence, highlighting their implications for contemporary legal theory and practice.This analytical study engages with primary Islamic sources to contextualize Juwayni's perspectives, fostering a nuanced understanding of his intellectual legacy. By examining the dynamic interplay between legal theory and the broader objectives of Sharia, this research contributes to ongoing debates on the adaptation and application of Islamic law in the modern world.

**Keywords:** Imam Juwayni, Islamic jurisprudence, maqasid al-shariah, Sharia objectives, legal theory.

## تعارف موضوع

مقاصد شرعیہ کی دوسری جہت "تعلیل بالحکم "یعنی مصلحت و حکمت کی بنیاد پر حکم لگانا ہے اور جس کو اصولیین استحسان اور مصالح مرسلہ کی ذیل میں بیان کرتے ہیں۔ اس پر جس شخصیت نے سب سے پہلے طبع آزمائی کی وہ امام الحرمین عبد الملک الجوینی الشافعیؒ کی ہے۔ فصل ہذا میں امام جوینیؒ کا مختصر تعارف اور اُسلوب مقاصدی بیان کیا جاتا ہے۔

### تعارف

### نام ونسب وپیدائش

آپ کا نام عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف بن محمد بن حیویہ الجوینی النیشاپوری ہے۔ جوین اور نیشاپور دونوں فارس کے شہر ہیں۔ نیشاپور موجودہ ایران کے شمال میں واقع ہے جبکہ جوین اس میں ایک بستی کا نام ہے۔ چنانچہ انہی علاقوں کی طرف نسبت کی وجہ سے "جوینی" اور "نیشاپوری" مشہور ہوئے۔ آپؒ کی تاریخ پیدائش میں علماء سیر کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے تاہم اکثر نے یہ قول نقل کیا ہے:

**"ولد فی ثامن عشر المحرم سنه تسع عشر و اربعمائة"[1]**

"آپؒ کی پیدائش 18 محرم 419ھ میں ہوئی"

### کنیت ولقب:

آپؒ کی کنیت "ابو المعالی" تھی۔ یہ کنیت کسی اولاد کی طرف نسبت کی وجہ سے نہ پڑی بلکہ علوم دینیہ میں ثقاہت، احکام شرعیہ پر مواظبت اور فرق باطلہ کے رد میں جو مقام و مرتبہ ان کو حاصل ہوا اس وجہ سے پڑی۔[2] آپؒ دو القابات کے ساتھ زیادہ مشہور ہوئے۔ تحصیل علم میں بلند مقام و مرتبہ، احکام شرعیہ کی طرف بلیغ انداز میں دعوت دینے اور عقائد اسلامیہ کو روشن طریق پر ثابت کرنے کی وجہ سے "ضیاء الدین" کے لقب کے ساتھ مشہور ہوئے[3] جبکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں چالیس سال تک درس و تدریس، افتاء اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہنے کی وجہ سے "امام الحرمین" کے لقب کے ساتھ مشہور ہوئے۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

**"وأقام بمكة والمدينة أربع سنين يدرس ويفتي ويصنف، وأم بالناس في الحرمين الشريفين فسمى لذلك إمام الحرمين۔"[4]**

"آپؒ چار سال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں درس و تدریس، افتاء اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے، حرمین شریفین میں لوگوں کی امامت کی، اسی وجہ آپؒ کو امام الحرمین کہا جاتا ہے۔"

بعض علماء نے تیسرے لقب "شیخ الاسلام"[5] کا بھی آپؒ پر اطلاق کیا ہے۔

**اسفار علمی:**

آپؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر حصول علم کے لیے بغداد، اصبھان، حجاز وغیرہ کے اسفار کیے۔ چنانچہ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں:

**"مضی الیٰ الاستاذ أبی القاسم الاسکافی بمدرسة البیھقی، ثم سافر الیٰ بغداد ولقی بھا جماعة من العلماء ثم خرج الی الحجاز و جاور بمکة أربع سنین وبالمدینة----- ثم عاد الی نیسابور۔"[6]**

"آپؒ حصول علم کے لیے مدرسہ بیہقیہ میں استاد ابو القاسم اسکافی کے پاس گئے، پھر بغداد کا سفر کیا اور علماء کی ایک جماعت سے ملاقات کی، پھر حجاز کی طرف چلے گئے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں چار سال قیام کیا اور آخر میں نیشاپور میں دوبارہ لوٹ آئے۔"

**شیوخ:**

امام جوینیؒ نے تقریباً 60 سال عمر پائی۔ مختلف علومِ شرعیہ پر آپ کی کتب اس بات پر دال ہیں کہ آپ نے علماء کی ایک بڑی تعداد سے علم حاصل کیا۔ آپؒ کے شیوخ میں آپ کے والد امام ابو محمد جوینیؒ، أبو القاسم الإسکافی الاسفرائنیؒ، ابو بکر احمد اصبھانیؒ، ابو سعد عبد الرحمٰن بن حمدانؒ، ابو حسان محمد بن أحمد المزکیؒ، منصور بن رامشؒ، ابوعبداللہ محمد بن ابراہیمؒ، ابوعبد الرحمٰن محمد بن عبد العزیزؒ، علی بن محمد طرازیؒ، ابونعیم اصبھانیؒ اور ابو محمد الجوہریؒ وغیرہ کے نام نمایاں طور پر شامل ہیں۔[7]

**تلامذہ:**

آپؒ نے تمام زندگی تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں صرف کی، یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ طلباء کا جم غفیر ہر وقت آپؒ کے درس میں ہوتا تھا۔ آپؒ کے تلامذہ میں زاھر الشحامیؒ، ابوعبد اللہ الفداویؒ، اسماعیل بن ابی صالح مؤذنؒ، احمد بن سھل المسجدیؒ، امام غزالیؒ، ابو القاسم انصاریؒ اور ابو الحسن علی الطبری الکیاھراسیؒ جیسے بلند آئمہ کرام کے نام شامل ہیں۔[8] چنانچہ علامہ صفدیؒ لکھتے ہیں:

**"وکان یقعد بین یدیه کل یوم ثلاث مایه فقیه و درس اکثر تلامذته۔[9]**

"آپؒ کے سامنے ہر روز تین سو فقہاء بیٹھتے تھے، اور آپ کے اکثر تلامذہ درس دیتے تھے۔"

**کتب:**

آپؒ نے علم العقائد، اصول دین، علم الکلام، فقہ و اصول فقہ، سیاسیات، جدل و مناظرہ اور دیگر علوم پر چالیس سے زائد کتب تحریر کیں۔ جن میں سے مشہور کتب درج ذیل ہیں

* الشامل فی اصول الدین
* البرهان فی اصول الفقه
* الارشاد فی اصول الدين
* التلخيص مختصر التقريب
* الورقات
* غياث الأمم فی التياث الظلم
* مغيث الخلق فی ترجيح مذهب الشافعی
* الرسالة النظاميه
* مدارك العقول
* ديوان حطب
* نهاية المطلب فی دراية المذهب
* غنية المسترشدين[10]

**وفات:**

آپؒ حجاز مقدس میں چالیس سال گزارنے کے بعد نیشاپور منتقل ہوئے جہاں مدرسہ نظامیہ میں خطابت، تدریس و تذکیر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ عمر کے آخری حصے میں یرقان کی بیماری میں مبتلا ہوگئے، مرض کی شدت کی وجہ سے نیشاپور کے نواحی علاقے "بشتنقان" منتقل ہوئے جو آب و ہوا کے معقول ہونے کی وجہ سے کافی مشہور تھا۔ بالآخر 25 ربیع الثانی 478ھ کو بروز بدھ عشاء کی نماز کے بعد اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپؒ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹے ابو القاسمؒ نے پڑھائی اور تلامذہ نے خوب جزع و فزع کیا۔[11]

اکثر ترجمہ نگار وفات کے وقت تلامذہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وكسروا منبره وغلقت الاسواق ورثی بقصائد وكان له نحو من أربع مائة تلميذ، كسروا محابرهم و اقلامهم وأقاموا حولاً ووضعت المناديل عن الرووس عاماً

**بحیث ما اجترأ احد علی ستر رأسه، وکانت الطلبة یطوفون فی البلد نائحین علیه مبالغین فی الصیاح والجزع۔"[12]**

"انہوں نے آپ کا منبر توڑ دیا، بازار بند ہو گئے، مرثیے پڑھے گئے، چار سو کے قریب تلامذہ نے اپنے قلم دان توڑ دیئے، اور ایک سال تک اسی حالت میں رہے، اپنے سروں سے عمامے اُتار دیئے اور کسی کو سر ڈھانپنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، طلباء شہر میں طواف کرتے اور جزع و فزع میں مبالغہ کرتے ہوئے نوحے پڑھتے۔"

## منہج مقاصدی:

### مقاصد کی اہمیت:

امام جوینیؒ نے علم مقاصد شرعیہ سے خصوصی اعتناء برتا، یہی وجہ ہے کہ آپؒ کو اس فن میں امام اول کا درجہ حاصل ہے، آپؒ نے اپنی کتب "البرہان"، "الغیاثی" اور "مغیث الخلق" میں متعدد مقامات پر علم مقاصد شرعیہ، اہمیت، اور اس کی مختلف تقسیمات پر بحث کی ہے، چنانچہ مفتی کے لیے قرآن و سنت کی نصوص اور استنباط کے مختلف طریقوں اجماع، قیاس، استصحاب اور مقاصد شرعیہ کے علم کو لازمی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

**"من عرف کتاب اللہ تعالیٰ نصاً واستنباطاً استحق الامامة فی الدین۔"[13]**

"جو شخص کتاب اللہ کی نصوص اور اس سے استنباط کے مختلف طریقوں کو جانتا ہو، وہ دین میں امامت کا حق دار ہے۔"

جبکہ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

**"ومن لم یتفطن لوقوع المقاصد فی الأوامر والنواھی فلیس علی بصیرة فی وضع الشریعة۔"[14]**

"اور جو شخص اوامر و نواھی میں واقع ہونے والے مقاصد کو نہ سمجھتا ہو، اس کو شریعت کے وضع ہونے میں کوئی بصیرت حاصل نہیں۔"

### مقاصدی اصطلاحات:

امام جوینیؒ کو علم مقاصد شرعیہ کی تاسیس و تفعیل کے حوالے سے اولیت و بلند مقام حاصل ہے، آپؒ نے سب سے پہلے ناصرف اس موضوع پر مستقل بحث کی بلکہ علم مقاصد شرعیہ کے لیے مختلف "اصطلاحات" متعارف کروائیں۔ آپؒ نے

اپنی کتب "البرہان" اور "الغیاثی" میں بے شمار مقامات پر مقاصد، قصد، مقصد اور مقصود وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے، چنانچہ الکعبی معتزلی جو شریعت میں مباحات کے منکر تھے، ان کے رد میں فرماتے ہیں:

**"ومن لم يتفطن لوقوع المقاصد فى الاٴ وامروالنواهى، فليس على بصيرة فى وضع الشريعة۔"[15]**

"اور جو شخص اوامر و نواھی میں واقع ہونے والے مقاصد کو نہ سمجھتا ہو، اس کو شریعت کے وضع ہونے میں کوئی بصیرت حاصل نہیں۔"

اسی طرح نماز کے افتتاح میں تکبیر تحریمہ کو لفظ "اللہ اکبر" کے ساتھ خاص نہ کرنے کے مسئلے میں احناف کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**"فمن قال والحالة هذه، لا أثرلهذا الاختصاص، و انما هو امروفاقى، فقد نادى على نفسه بالجهل بمقاصد الشريعة۔"[16]**

"جس نے یہ کہا کہ نماز میں تحریم اللہ اکبر کے الفاظ کے ساتھ خاص نہیں اور نہ ہی اس اختصاص پر کوئی اثر موجود ہے، اور یہ امر وفاقی ہے پس اس نے مقاصد شرعیہ سے جہالت کا دعویٰ کیا۔"

اسی طرح علت کے بیان میں "قصد" کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**"واذا ثبت بلفظ ظاهرقصد الشارع فى تعليل حكم بشيئ فهذا اقوى متمسک به فى مسالک الظنون۔"[17]**

"اور جب کسی حکم کی علت میں ظاہر لفظ کے ذریعے شارع کا قصد ثابت ہو جائے تو دیگر ظنی معنوں میں وہ زیادہ قوی تر ہوگا اخذ واستنباط کے اعتبار سے۔"

اسی طرح دعوتِ دین کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**"والمقصد منها إزالة الشبهات وايضاح البينات والدعاء الى الحق بأوضح الدلالات۔"[18]**

"دلائل و براہین کے ساتھ دعوت دینے کا مقصد شبہات کا ازالہ کرنا، بینات کو واضح کرنا اور واضح دلائل کے ساتھ حق کی طرف بلانا ہے۔"

اس کے علاوہ امام جوینیؒ نے جن اصطلاحات کو استعمال کیا ہے وہ یہ ہیں:

**i) المعانی**

آپؒ استدلال اور استصلاح سے متعلق مذہب شافعی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**"التمسک بالمعنی وان لم یستند الیٰ اصل، علی شرط قربه من معانی الاصول الثابتة۔"[19]**

"کسی ایسے معنی کو لینا جس کی بنیاد کسی اصل پر نہ ہو اس شرط پر کہ وہ اصول ثابتہ سے مستنبط شدہ معانی کے قریب تر ہو۔"

یہاں معانی سے مراد مقاصد ہے۔

**ii) الحکمۃ**

امام جوینیؒ قیاس کے مراتب کے بیان میں "الحکمۃ" کا اطلاق مقاصد پر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**"اذا ثبت ارتباط حکم فی اصل بحکمة مرعیة، فیجوز الاستمساک بعینها فی إلحاق الفرع بالمنصوص علیه فی عین الحکم المنصوص ولایجوز تقدیر حکم آخر متعلق بحکمة تناظر الحکمة الثابتة فی الاصل المنصوص علیه، فان الحکمة الثانیة لو قدرت لدعت الی ثالثة، ثم لاوقوف الیٰ منتهی مضبوط۔"[20]**

"جب کسی اصل میں حکم کا ارتباط کسی حکمت بالغہ کی وجہ سے ثابت ہو جائے، تو حکم میں فرع کو منصوص علیہ کے ساتھ لاحق کرنے میں اسی حکمت کو لیا جائے گا، اور منصوص علیہ اصل میں ثابت شدہ حکمت کے تناظر میں کسی دوسری حکمت کی وجہ سے کوئی اور حکم مقدر ماننا جائز نہیں، کیونکہ اگر دوسری حکمت کو مقدر مانا جائے تو وہ تیسری کو بلائے گی پھر کسی مضبوط بنیاد پر کھڑا نہیں ہوا جائے۔"

**3) مراد الشارع**

امام جوینیؒ اجتہاد بالرائے سے متعلق صحابہ کرامؓ کا منہج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے جب بھی نصوص سے عدول کر کے کوئی رائے اختیار کی تو اس پر شارع کی مراد اور مقصد غالب ہوتا تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

**"ومن ادعی ان الصحابة رضی الله عنهم کانوا یأبون التعلق بطریق یغلب علی الظن مراد الشارع وکانوا یخصصون نظرهم بمغلب دون مغلب فقد ادعی بدعا۔"[21]**

"اور جس نے یہ دعویٰ کیا کہ صحابہ کرامؓ انکار کرتے تھے ایسے طریق پر حکم لگانے کا جس میں شارع کی مراد ظن پر غالب ہو، اور وہ غالب رائے کی بجائے مغلوب رائے پر اپنی فکر کی بنیاد رکھتے تھے پس اس شخص نے بدعت کا دعویٰ کیا۔"

پھر فرماتے ہیں:

"ان مبتغاهم كان ان يغلب على ظنهم مراد الشارع فى علم يرتبط الحكم به۔"[22]

"صحابہ کرامؓ کا منشاء یہ تھا کہ جس علم کی بنیاد پر وہ حکم لگاتے، اس میں شارع کی مراد ظن پر غالب ہوتی۔"

امام جوینیؒ نے یہاں مقاصد شریعت کے لیے "مراد الشارع" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

## 4)الغرض

امام جوینیؒ نے بیشتر مقامات پر مقاصد شریعت کے لیے "غرض" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ چنانچہ زکوٰۃ کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فان غرض الزكاة سد الخلة والحاجة۔"[23]

"بے شک زکوٰۃ کا مقصد مفلسی وتنگ دستی کو روکنا ہے۔"

## 5)المصالح

امام جوینیؒ نے مقاصد کے لیے "المصالح" یا مصلحت کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔ چنانچہ استصحاب اور استدلال کی بحث میں امام مالکؒ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وأفرط الامام امام دارالهرة مالك بن أنس فى القول بالاستدلال فرئى يثبت مصالح بعيدة عن المصالح المألوفة والمعانى المعروفة فى الشريعة۔"[24]

"امام دارالہجرت امام مالکؒ نے استدلال کے بارے میں افراط سے کام لیا ہے۔ پس انہوں نے شریعت کے مانوس ومعروف معانی ومصالح سے مصالح بعیدہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔"

## 6)محاسن الشریعۃ

علامہ جوینیؒ نے مقاصد شریعت کے لیے محاسن شریعت کی اصطلاح بھی متعارف کروائی۔ چنانچہ تسلیم کے بغیر نماز کے جواز کے مسئلہ میں احناف کا رَد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ومن استجاز فى محاسن الشريعة أن يلحق عمدالحدث بما يجيزه الشارع من التسليم فى اختتام الصلاة فهو بين معاند يظهر خلاف مايضمر و بين من أعمى الله تعالىٰ بصيرته۔"[25]

"جس نے اجازت طلب کی محاسن شریعت میں عمداً حدث کو اس چیز کے ساتھ لاحق کرکے جس کو شارع نے نماز کے آخر میں جائز قرار دیا ہے تسلیم کے ساتھ، پس وہ شخص درمیان ہے معاند کے کہ

جس سے اپنے مافی الضمیر کے خلاف اظہار ہوا اور اس شخص کے کہ جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا۔"

**7) مطالب الشریعۃ**

علامہ جوینیؒ مقاصد شریعت کے لیے "مطالب شریعت" کی اصطلاح بھی استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ حکم کو علت کے ساتھ معلل کرنے کے بیان میں فرماتے ہیں:

**"ان الحکم اذا ثبت فی اصل ولاح للمستنبط فیه معنی مناسب للحکم فیحکم فی مثل ذلک مع سلامة المعنی المظنون منتهضا عن المبطلات بکون الحکم معللا، ویتبین له ان ربط الحکم بهذا المعنی الفرد لائح منحصر فی مطالب الشریعة۔"[26]**

"جب کسی اصل میں کوئی حکم ثابت ہو جائے اور مستنبط کے لیے اس اصل میں حکم کے لیے کوئی معنی مناسب ظاہر ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اس کے مثل میں بھی دیگر ظنی معنوں اور باطل تاویلات سے بچتے ہوئے یہی حکم لگائے، کیونکہ یہ حکم اس علت کے ساتھ معلل ہے، اور مستنبط کے لیے ظاہر ہو گیا ہے کہ اس معنی کے ساتھ حکم کا ربط نمایاں ہے، اور مطالب شریعت میں منحصر ہے۔"

**8) بغیۃ الشارع**

آپؒ نے "بغیۃ الشارع" کی اصطلاح کو بطور مقاصد شریعت استعمال کیا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کا منہج استنباط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**"والذی تحصل منهم التوصل الیٰ ابتغاء غلبة الظن فی بغیة الشارع علی اقصی الجهد۔"[27]**

"جو بات ہمیں صحابہ کرامؓ سے حاصل ہوتی ہے وہ یہ کہ صحابہ کرامؓ احکام میں شارع کے قصد اندر ظن کا غلبہ حاصل کرنے کے لیے انتہائی کوشش کرتے تھے۔"

**مقاصد کی ثلاثی تقسیم**

مقاصد شریعت کو مراتب و درجات کے اعتبار سے تین مدارج ضروری، حاجی اور تحسینی میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ امام جوینیؒ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اس تقسیم کی بنیاد رکھی، آپؒ سے قبل علماء و فقہاء کے ہاں ہمیں یہ تقسیم نہیں ملتی۔ اسی وجہ سے آپؒ کو علم مقاصد شرعیہ کے بانیین میں شمار کیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ تقسیم آپؒ کی تعلیل کے اعتبار سے اصول شریعت کی خماسی تقسیم سے ظاہر ہوئی۔

چنانچہ تعلیل کے اعتبار سے اصول شریعت کو درج ذیل پانچ اقسام میں منقسم کرتے ہیں:

**"احدها: مایعقل معناه وهو اصل ويئول المعنى المعقول منه إلى امر ضروری------ وهذا بمنزلة قضاء الشرع بوجوب القصاص فهو معلل بحفظ الدماء المعصومة۔"[28]**

"ان میں سے پہلا یہ ہے کہ جس میں معنی معقولی پائے جائیں اور وہی اصل ہے، اور معنی معقولی کسی امر ضروری کی طرف لوٹے۔۔۔۔ اور اس کی مثال شریعت کا قصاص کے وجوب کا فیصلہ کرنا ہے، پس وہ معصوم خون کی حفاظت کے ساتھ معلل ہے۔"

**"والضرب الثانی: مایتعلق بالحاجة العامة ولا ینتهی الی حد الضرورة وهذا مثل تصحیح الاجارة۔"[29]**

"اور دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق حاجت عامہ سے ہے اور وہ ضرورت کی حد کو نہیں پہنچتے، اور اس کی مثال لوگوں میں اجارات کے معاملات کا صحیح ہونا۔"

**"والضرب الثالث: مالا یتعلق بضرورة ولاحاجة عامة ولکنه یلوح فیه غرض فی جلب مکرمة او فی نفی نقیض لها ویجوز أن یلتحق بهذا الجنس طهارة الحدث وازالة الخبث۔"[30]**

"اور تیسری قسم وہ ہے جس کا تعلق نہ تو ضرورت کے ساتھ ہے اور نہ ہی حاجت عامہ کے ساتھ۔ بلکہ اس میں جو غرض نمایاں ہوتی ہے اس میں مکرم چیز کو حاصل کرنے اور نقص کو دور کرنے کا پہلو موجود ہوتا ہے، اور جائز ہے حدث سے طہارت حاصل کرنے اور خبیث و ناپسندیدہ چیزوں کو دور کرنے کو اس قسم کے ساتھ لاحق کیا جائے۔"

**"والضرب الرابع: مالا یستند إلى حاجة و ضرورة وتحصیل المقصود فیه مندوب إلیه تصریحا ابتداء وفی المسلک الثالث، فی تحصیله خروج عن قیاس کلی وبهذه المرتبة یتمیز هذا الضرب من الضرب الثالث۔"[31]**

"اور چوتھی قسم وہ ہے جس کا تعلق نہ حاجت کے ساتھ ہے اور نہ ہی ضرورت کے ساتھ، اس میں مقصود کا حاصل ہونا مندوب کا درجہ رکھتا ہے جیسکہ تیسری قسم میں صراحتاً بیان کر دیا گیا، البتہ اس قسم میں قیاس کلی سے خروج ہو جاتا ہے اور اسی مرتبہ کی وجہ سے یہ قسم تیسری قسم سے ممتاز ہے۔"

**"والضرب الخامس من الاصول: مالا یلوح فیه للمستنبط معنی أصلا ولامقتضی من ضروره أوحاجة أو استحثاث علی مکرمة وهذا یندر تصویره جداً۔"[32]**

"اصول میں سے پانچویں قسم وہ ہے کہ جس میں مستنبط کے لیے کوئی معنی اصلی ظاہر نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس کا مقتضی ضرورت میں سے ہوتا ہے، نہ ہی حاجت میں سے اور نہ ہی مکرمات میں سے اور اس کی صورت بہت نادر ہے۔"

علامہ جوینیؒ کی اصول خمسہ کی اس تقسیم سے مقاصد شریعت کی ثلاثی تقسیم ضروری، حاجی اور تحسینی بطور استقراء وتتبع واضح طور ابھر کر سامنے آتی ہے بایں طور کہ قسم اول کو مقاصد ضروریہ، قسم ثانی کو مقاصد حاجیہ اور قسم ثالث ورابع کو مقاصد تحسینیہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اور قسم خامس بقول امام جوینیؒ کے نادر ہے۔ یہی تقسیم بعد میں علم مقاصد شرعیہ پر ہونے والی مباحث کا پیش خیمہ بنی۔ چنانچہ ڈاکٹر احمد ریسونی لکھتے ہیں:

**ان امام الحرمین هو صاحب الفضل والسبق فی التقسیم الثلاثی لمقاصد الشارع (الضروریات۔ الحاجیات۔ التحسینیات)، وهو التقسیم الذی أصبح من أسس الکلام فی المقاصد۔"[33]**

"بے شک امام الحرمین مقاصد شارع کی ثلاثی تقسیم، ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں سبقت اور فضیلت رکھنے والی شخصیت ہیں اور یہی وہ تقسیم ہے جو علم مقاصد شرعیہ میں بنیادی اساس کے طور پر ظاہر ہوئی۔"

جبکہ ڈاکٹر الیوبی فرماتے ہیں:

**"وهذه الاقسام وإن تبلورت بعد ذلک عند العلماء بصورة أوضع فقد أخذوها عن امام الحرمین، وو افقوه حتی فی الأمثلة۔"[34]**

"یہ اقسام اگرچہ بعد میں علماء کے ہاں واضح شکل میں نمایاں ہوئیں لیکن انہوں نے یہ امام الحرمین سے حاصل کیں اور یہاں تک کہ انہوں نے مثالوں میں امام الحرمین کی موافقت کی۔"

**ضروریات خمسہ:**

امام جوینیؒ کو جس طرح مقاصد شرعیہ کی ثلاثی تقسیم ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں سبقت و فضیلت حاصل ہے اسی طرح ضروریات خمسہ یعنی حفاظت دین، حفاظت نفس، حفاظت نسل، حفاظت عقل اور حفاظت مال وغیرہ تقسیم سے متعلق آپؒ کی عبارات سے واضح اشارات ملتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

**"فالشریعة متضمنها: مأموربه، ومنهی عنه ومباح فأما المأموربه فمعظمه العبادات--- وأما المنهیات: فأثبت الشرع فی الموبقات منها زواجر----**

**وبالجملة: الدم معصوم بالقصاص--- والفروج معصومة بالحدود--- والأموال معصومة عن السراق بالقطع۔"[35]**

"پس شریعت متضمن ہے مأمورات، منہیات اور مباحات کو، جہاں تک مأمورات کا تعلق ہے تو اس کا بڑا حصہ عبادات پر مشتمل ہے---اور جہاں تک منہیات کا تعلق ہے تو شریعت نے موبقات میں سزاؤں کو واجب کیا--- بالجملہ خون کو قصاص کے ذریعے محفوظ کیا گیا--- فروج کو حدود کے ذریعے محفوظ کیا گیا---اور اموال کو حد سرقہ کے ذریعہ چوری سے محفوظ کیا گیا۔"

اس عبارت میں عبادات کو حفاظت دین، قصاص کو حظاظت نفس، حد زنا اور قذف کو حفاظت نسل و عرض اور حد سرقہ کو حفاظت مال وغیرہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ البتہ حفاظت عقل پر دلالت کرنے والی کوئی نص نہیں ملتی۔

**خصوصی مقاصد**

علامہ جوینیؒ نے شریعت کے عمومی مقاصد کے ساتھ ساتھ بعض احکام شرعیہ کے خصوصی مقاصد سے بھی نقاب کشائی کی ہے۔ چنانچہ عبادات دینیہ کا اجمالی طور پر مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**"تواصل الوظائف يديم مرون العباد على الانقياد وتجديد العهد بذكرالله تعالىٰ ينهى عن الفحشاء والمنكر۔"[36]**

"لگاتار وظائف اور عبادات کا مقصد ہے کہ بندے ہمیشہ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی مشق کریں، اور اللہ کے ذکر کے ذریعے اس سے کیے ہوئے وعدہ کی تجدید کریں، اور بے حیائی اور بُرائی کے کاموں سے پرہیز کریں۔"

نماز جو ارکان اسلام میں سے اہم رُکن ہے، اس کا مقصد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

**"المعنى المطلوب من الصلوة الخشوع والخضوع، واستكانة النفس، ومحادثة القلب بالموعظة الحسنة، والحكمة البالغة والتفكر في معانى القرآن، والابتهال الى الله تعالىٰ۔" [37]**

"نماز سے جو چیز مطلوب ہے وہ خشوع و خضوع ہے، اور نفس کو ذلیل کرنا ہے، اور دل کا اچھی نصیحت اور حکمت بالغہ کے ذریعے شعور حاصل کرنا اور بدلنا، اور قرآن کے معانی میں غور و فکر کرنا، اور اللہ کی طرف گڑگڑانا ہے۔"

طہارت کا مقصد امام شافعیؒ کے بقول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**"الطهارة والنظافة والنزاهة وتطهير الدنس ودرء العيافة وإحياء مراسم العبادة۔"[38]**

"طہارت صفائی اور پاکیزگی کا مقصد گندگی و غلاظت کو پاک کرنا اور بُرے خیالات کو دور کرنا اور عبادت کے مراسم کو تروتازہ کرنا ہے۔"

زکوٰۃ کا مقصد حاجت و تنگدستی کو روکنا قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

**"فان غرض الزكاة سدالخلة والحاجة۔"[39]**

"بے شک زکوٰۃ کا مقصد مفلسی و تنگ دستی کو روکنا ہے۔"

روزہ کا مقصد امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**"ان المقصود من الصوم شيأن اثنان احدهما: معنى الابتلاء والامتحان والتعبد المحض۔۔۔ والثانى الخوى والطوى وقهر دواعى الهوى۔"[40]**

"بے شک روزے سے مقصود دو چیزیں ہیں۔ ان میں سے ایک ابتلاء، آزمائش اور محض تعبد الٰہیہ کا حصول ہے۔۔۔ اور دوسری چیز پیٹ کو بھوکا رکھنا اور نفسانی خواہشات کے دواعی پر قابو پانا ہے۔"

پھر حج کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**"ان الحج عبادة عظيمة وقربة جسيمة كبيرة لايكون الابكثير كلفة، وعظيم مشقة وهو عبادة عمر۔"[41]**

"بے شک حج ایک عظیم عبادت ہے اور اللہ سے قربت کا بہت بڑا ذریعہ ہے، جو نہیں ادا ہوتا مگر عظیم مشقت و تکلیف کے ساتھ اور یہ عمر بھر کی عبادت ہے۔"

جبکہ اپنی دوسری کتاب "الدرۃ المضیۃ" میں حج اور عمرہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**"ان العمرة والحج يجمعهما ان المقصود منهما زيارة البيت، وتعظيم الحرم۔"[42]**

"بے شک حج و عمرہ کا مقصد بیت اللہ کی زیارت اور حرم کی تعظیم کرنا ہے۔"

جہاد کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**ابتعث الله محمداً الى الثقلين وحتم على المستقلين باعباء شريعة دعوتين احدهما! الدعوة المقرونه بالأدلة والبراهين والمقصد منها ازالة الشبهات، و ايضاح البينات والدعاء الى الحق بأوضح الدلالات والأخرى الدعوة القهرية**

المويدة بالسيف المسلول على المارقين الذين أبو واستكبروا بعد وضوح الحق المبين۔"[43]

"اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ثقلین کی طرف مبعوث فرمایا اور مستقلین کو آپ ﷺ کی شریعت کی ذمہ داری دو دعوتوں کے ذریعے دی، ان میں سے ایک دعوت وہ ہے جو دلائل و براہین پر مشتمل ہے اور اس کا مقصد شبہات کا ازالہ کرنا، بینات کو واضح کرنا اور واضح دلائل کے ساتھ حق کی طرف بلانا ہے، اور دوسری طاقت کے ذریعے دعوت دینا ہے جس کی تائید بے دینوں پر چلنے والی تلوار کے ذریعے ہوتی ہے وہ بے دین جنہوں نے واضح حق کے ظاہر ہونے کے بعد انکار کیا اور سرکش ہوئے۔"

**خلاصہ بحث**

الغرض مقاصد شرعیہ کی دوسری جہت "تعلیل بالحکم" پر جس شخصیت نے سب سے پہلے طبع آزمائی کی وہ امام الحرمین عبد الملک الجوینی الشافعیؒ کی ہے۔ آپؒ نے اپنی کتب "البرہان"، "الغیاثی" اور "مغیث الخلق" میں متعدد مقامات پر علم مقاصد شرعیہ کی تعریف، اہمیت اور اس کی مختلف تقسیمات پر بحث کی ہے۔ آپؒ نے مقاصد عامہ کی ثلاثی تقسیم ضروریات، حاجیات اور تحسینیات کے ساتھ ساتھ ضروریات خمسہ حفاظت دین، حفاظت نفس، حفاظت عرض، حفاظت عقل اور حفاظت مال وغیرہ کی نشاندہی بھی کی۔ مزید برآں آپؒ نے بعض احکام شرعیہ کے خصوصی مقاصد پر بھی روشنی ڈالی۔ اسی بنیاد پر آپؒ کو فن مقاصد شرعیہ میں امام اول کا درجہ حاصل ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

## حوالہ جات(References)

[1] الاعلام للنرركلی، ج:4، ص:160۔/ سیر اعلام النبلاء، ج:18، ص:468۔/ وفیات الاعیان، ج:3، ص:168۔/ طبقات الشافعیه الکبریٰ، ج:5، ص:165۔/ الصفدی، صلاح الدین خلیل بن أیبک، الوافی بالوفیات، محقق، احمد ارناؤط، ترکی مصطفیٰ، بیروت، داراحیاء التراث، 2000م، ج:19، ص:116۔/ ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، طبقات الشافعین، محققین، احمد عمر، محمد زینهم، مکتبة الثقافة الدینیة، 1993م، ج:1، ص:467۔

[2] الزحیلی، ڈاکٹر محمد، الامام الجوینی امام الحرمین، دمشق، دار القلم، الطبعة الثانیة، 1994م، ص:45۔

[3] وفیات الاعیان، ج:3، ص:167۔/ سیر اعلام النبلاء، ج:18، ص:468۔/ الوافی بالوفیات، ج:19،ص:116۔

[4] أبو الفداء، عمادالدین اسماعیل بن علی، المختصر فی اخبار البشر، مصر، المطبعة الحسینیة، (س۔ن)، ج:2، ص:196۔

[5] طبقات الشافعیة الکبریٰ، ج:5، ص:165۔

[6] وفیات الاعیان، ج:3، ص:168۔

[7] سیر اعلام النبلاء، ج:18، ص:469۔/ وفیات الاعیان، ج:3، ص:168۔/ طبقات الشافعیه الکبریٰ، ج:5، ص:171۔

[8] طبقات الشافعیه الکبریٰ، ج:5، ص:171۔/سیر اعلام النبلاء، ج:18، ص:469۔/طبقات الشافعین، ج:1، ص:468۔/المختصر فی اخبار البشر، ج:2، ص:196۔

[9] الوافی بالوفیات، ج:19، ص:117۔

[10] طبقات الشافعیة الکبریٰ، ج:5، ص:172، 171۔/ المختصر فی اخبار البشر، ج:2، ص:196۔/ الأعلام للزرکلی، ج:4، ص:160۔/ وفیات الأعیان، ج:3، ص:169۔

[11] وفیات الاعیان، ج:3، ص:170، 169۔/ طبقات الشافعیة الکبریٰ، ج:5، ص:181، 180۔/ سیر اعلام النبلاء، ج:18، ص:476۔

[12] سیر اعلام النبلاء، ج:18، ص:476۔/ طبقات الشافعیة الکبریٰ، ج:5، ص:181۔/ وفیات الاعیان، ج:3،ص:170۔

[13] الجوینی، أبو المعالی، عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف، البرھان فی اصول الفقه، محقق، صلاح بن محمد بن عویضه، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیه، الطبعة الاولیٰ، 1997م، ج:1، ص:40۔

[14] البرھان فی اصول الفقه، ج:1، ص:101۔

[15] ایضاً۔

[16] ایضاً، ج:2، ص:94۔

[17] البرھان فی اصول الفقه، ج:2، ص:33۔

[18] الجوینی، أبو المعالی، عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف، الغیاثی، محقق، عبدالعظیم الدیب، مکتبة امام الحرمین، الطبعة الثانیة، 1401ھ، ص:207۔

[19] البرھان فی اصول الفقه، ج:2، ص:162۔

[20] البرھان فی اصول الفقه، ج:2، ص:212۔

[21] ایضاً، ص:45۔

[22] ایضاً، ص:46۔

[23] البرھان فی اصول الفقه، ج:2، ص:179۔

[24] ایضاً، ص:161۔

[25] ایضاً، ص:94۔

[26] البرھان فی اصول الفقه، ج:2، ص:41۔

[27] ایضاً، ص:46۔

[28] البرھان فی اصول الفقه، ج:2، ص:79۔

[29] ایضاً۔

[30] ایضاً۔

[31] البرھان فی اصول الفقه، ج:2ص:80۔

[32] البرهان فی اصول الفقه، ج:2،ص:80 ۔

[33] الریسونی، ڈاکٹر احمد، نظریة المقاصد عند الامام الشاطبی، المعهدا العالمی للفکر الاسلامی، 1995م، ص:51۔

[34] مقاصد الشریعة الاسلامیة وعلاقتها بالأدلة الشرعیة، ص:50۔

[35] البرهان فی اصول الفقه، ج:2، ص:179۔

[36] البرهان فی اصول الفقه، ج:2ص:80۔

[37] الجوینی، امام الحرمین، ابو المعالی عبدالملک، مغیث الخلق فی ترجیح القول الحق، المطبعة المصریة، 1934م، ص:56۔

[38] ایضاً، ص:53۔

[39] البرهان فی اصول الفقه، ج:2، ص:179۔

[40] مغیث الخلق فی ترجیح القول الحق، ص:61۔

[41] مغیث الخلق فی ترجیح القول الحق، ص:62۔

[42] الجوینی، امام الحرمین، ابو المعالی عبدالملک بن عبداللہ، الدرة المضیة، محقق، ڈاکٹر عبدالعظیم دیب، قطر، ادارة احیاء التراث الاء سلامی، الطبعة الاولیٰ، 1986م، ص:302۔

[43] الغیاثی، ص:207۔